”بھر دو جھولی میری یا محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) لوٹ کر میں نہ جاؤں گا خالی“ پڑھنے کا حکم

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

”بھر دو جھولی میری یا محمد (علیہ الصلوۃ والسلام)، لوٹ کر میں نہ جاؤں گا خالی“ یہ پڑھنا کیسا ہے ؟

جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنا، شرعاً جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں کہ یہ درحقیقت آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا ہے اور قرآن پاک میں وسیلہ تلاش کرنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے۔ ہاں! یہ یاد رہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے القابات کے ساتھ پکارا جائے مثلاً یارسول اللہ، یا حبیب اللہ، (عزوجل و صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) وغیرہ، کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو نام کے ساتھ پکارنے کی اجازت نہیں ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (سورۃ المائدۃ، پارہ 06، آیت 35)

نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے مدد مانگنے کی ایک دلیل:

حضرت مالک دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: "أصاب الناس قحط في زمن عمر، فجاء رجل إلى قبر النبي صلى اللہ علیه وسلم فقال: یارسول اللہ، استسق لأمتك فإنهم قد هلكوا، فأتى الرجل في المنام فقيل له: «ائت عمر فأقرئه السلام، وأخبره أنكم مستقيمون وقل له: عليك الكيس، عليك الكيس»، فأتى عمر فأخبره فبكى عمر ثم قال: يارب لا آلو إلا ما عجزت عنه" ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں لوگوں کو قحط پہنچا تو ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ (تعالی) کے رسول (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم)! اپنی امت کے لیے بارش طلب کریں کیونکہ وہ (قحط سالی کے سبب) ہلاک ہوگئی ہے، تو نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے، اور اسے کہا گیا کہ عمر کے پاس جاؤ اور انہیں سلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ تم سیراب کیے جاؤ گے اور انہیں کہو کہ ہوشیار رہیں، ہوشیار رہیں۔ پس وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آیا اور انہیں خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ رو پڑے اور عرض کیا کہ اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر جس سے میں عاجز آجاؤں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، جلد6، صفحہ356، حدیث: 32002، مطبوعہ: لبنان)

فتح الباری میں علامہ ابن حجر اس روایت کو بیان کرنے سے پہلے بیان فرماتے ہیں: "وروی ابن ابی شیبة باسناد صحیح من روایة ابی صالح السمان عن مالک الداری۔۔۔ وقد روی سیف فی الفتوح ان الذی رای المنام المذکور ھو بلال بن الحارث المزنی احد الصحابة" (اس روایت کو) ابن ابی شیبہ نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا، یعنی ابو صالح السمان سے، اور انہوں نے مالک الداری سے۔ اور سیف نے فتوح میں روایت کیا کہ وہ شخص جنہوں نے مذکورہ خواب دیکھا وہ بلال بن حارث مزنی ہیں جو کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ایک ہیں۔ (فتح الباری لابن حجر، جلد2، صفحہ495، 496، دار المعرفۃ، بیروت)

امام اہلسنت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: "استعانت حقیقیہ یہ کہ اسے قادر بالذات و مالک مستقل و غنی بے نیاز جانے کہ بے عطائے الٰہی وہ خود اپنی ذات سے اس کام کی قدرت رکھتا ہے، اس معنی کا غیر خدا کے ساتھ اعتقاد ہر مسلمان کے نزدیک شرک ہے نہ ہر گز کوئی مسلمان غیر کے ساتھ اس معنی کا قصد کرتا ہے بلکہ واسطہ وصول فیض و ذریعہ و وسیلہ قضائے حاجات جانتے ہیں اور یہ قطعاً حق ہے۔ خود رب العزت تبارک و تعالٰی نے قرآن عظیم میں حکم فرمایا: "وابتغوا الیہ الوسیلة" (اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔) بایں معنی استعانت بالغیر ہر گز اس حصر "ایاک نستعین" کے منافی نہیں، جس طرح وجود حقیقی کہ خود اپنی ذات سے بے کسی کے پیدا کئے موجود ہونا خالص بجناب الٰہی تعالٰی و تقدس ہے۔ پھر اس کے سبب دوسرے کو موجود کہنا شرک نہ ہو گیا جب تک وہی وجود حقیقی نہ مراد لے۔۔۔ ۔۔۔ یہی حال استعانت و فریاد رسی کا ہے کہ ان کی حقیقت خاص بخدا اور بمعنی وسیلہ و توسل و توسط غیر کے لئے ثابت اور قطعاً روا، بلکہ یہ معنی تو غیر خدا ہی کے لئے خاص ہیں اللہ عزوجل وسیلہ و توسل و توسط بننے سے پاک ہے۔ اس سے اوپر کون ہے کہ یہ اس کی طرف وسیلہ ہو گا اور اس کے سوا حقیقی حاجت روا کون ہے۔ کہ یہ بیچ میں واسطہ بنے گا۔" (فتاوی رضویہ، جلد21، صفحہ303، 304، رضا فاونڈیشن، لاہور)

تفسیر نعیمی میں ہے" انبیاء، اولیاء سے مدد لینا حقیقت میں ربّ ہی سے امداد ہے، کیونکہ اس کی امداد دو طرح کی ہے، بالواسطہ یا بلاواسطہ اللہ کے بندوں کی مدد ربّ کے فیضان کا واسطہ ہے، قرآن کریم نے غیر خدا سے امداد لینے کا خود حکم فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ مسلمانو! مدد لو صبر و نماز سے۔ صبر و نماز بھی غیر خدا ہیں۔" (تفسیر نعیمی، جلد 1، صفحہ 88، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

نام کے ساتھ پکارنے کے متعلق جزئیات:

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ﴾ ترجمہ کنز الایمان: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (سورۃ النور، پارہ 18، آیت: 63)

فتاوی رضویہ میں ہے" علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔ اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے۔ بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا: اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یامحمد انی توجهت بک الی ربی (اے محمد! میں آپ کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا۔ ت) تاہم اس کی جگہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ چاہیے، حالانکہ الفاظِ دعاء میں حتی الوسع تغییر نہیں کی جاتی۔" (فتاوی رضویہ، جلد 30، صفحہ 157، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا عبد الرب شاکر عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-4194

تاریخ اجراء: 03 ربیع الاول 1447ھ/28 اگست 2025ء